ایک ضروری التماس

جو اصحاب اِس کتاب کا مطالعہ فرمائیں - انکی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ہمیں ازراہِ کرم اپنا نام اور ڈاک کا مکمل پتہ لکھ بھیجیں تاکہ ہمارے ہاں سے اردو علم و ادب کی جو نہایت مفید کتابیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی ہیں - ان کی اطلاع اور دیگر مطبوعات کی فہرست ہم اُن کی خدمت میں روانہ کرتے رہا کریں - اُمید ہے کہ ہمارے معزز بھائی اور بہنیں ہماری اس درخواست کو شرفِ قبول بخش کر نہ صرف اپنا پتہ بلکہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے نام و پتے بھی ہمیں بھیجکر ممنون فرمائینگی -

شیخ عنایت اللہ منیجنگ ایجنٹ تاج کمپنی لمیٹڈ
قرآن منزل - ریلوے روڈ لاہور

شیخ ادریس

حسرت

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل ریلوے روڈ۔ لاہور

(۱)

اندلس میں مسلمانوں کی حکومت کوئی
آٹھ سو سال تک قائم رہی - پہلے تین سو
سال تک خاندان بنی اُمیّہ کے ہاتھ میں
حکومت کی باگ ڈُور رہی - پھر سلطنت
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی - کئی چھوٹے بڑے
عہدے داروں نے الگ الگ ریاستیں
قائم کر لیں - جو ہمیشہ آپس میں لڑتی
بھڑتی رہتی تھیں - اُن کی پھُوٹ سے
شمال کے عیسائی سرداروں نے بڑا
فائدہ اُٹھایا - اور موقع پاکر بہت سے
ملک پر قبضہ کر لیا ؎

اندلس کے مسلمانوں نے شمالی افریقہ

کے سرداروں کو بُلا بھیجا۔ وہ آئے اور عیسائیوں کو شکست دے کر پھر اس ملک میں اسلامی حکومت قائم کر لی۔ اس طرح کئی اُتار چڑھاؤ ہوئے۔ آخر ڈھائی سو سال کی لڑائیوں کے بعد صرف غرناطہ کا صُوبہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہ گیا۔ اور باقی ملک پر عیسائیوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اگرچہ غرناطہ کا علاقہ بہت چھوٹا سا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے جو عقل مندی اور کاریگری میں دُنیا بھر کے لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے دریاؤں کو کاٹ کر اُن سے نہریں نکالیں۔ اور جو زمین سینکڑوں سالوں سے بنجر پڑی ہوئی تھی۔ اُسے اِس طرح سیراب کیا کہ

ہر طرف ہریاول ہی ہریاول نظر آنے
لگی - پھر کانیں کھود کر سونا، چاندی، سیسہ،
لوہا اور دوسری دھاتیں نکالیں - جگہ جگہ
نارنگی اور زیتون کے پیڑ لگائے - غرض
اللہ نے اس چھوٹے سے علاقہ میں ایسی
برکت دی - کہ زمین سونا اُگلنے لگی - اور
گھر گھر موتیوں کا مینہ برس گیا ٭
الحمرا کا محل جس کے پلّہ کی کوئی
عمارت دُنیا بھر میں نہیں تھی - غرناطہ
کے مسلمان بادشاہوں نے ہی بنایا تھا-
یہ محل آج ٹوٹی پھوٹی حالت میں غرناطہ
کے سامنے کی پہاڑی پر کھڑا ہے - اگرچہ
اس کا رنگ رُوپ بگڑ چکا ہے - عربی
کی جو عبارتیں جگہ جگہ لکھی ہوئی تھیں-
اب اچھی طرح پڑھی نہیں جاتیں - بیل

بوٹے دھندلے ہو گئے ہیں۔ بلکہ اکثر
جگہوں سے پلستر بھی اُکھڑ گیا ہے۔ پھر
بھی اس عمارت کے اندر قدم رکھتے ہی
انسان سنّاٹے میں آ جاتا ہے۔ اور جی
میں کہتا ہے۔ کہ الٰہی جس کی خزاں
یہ ہے اس کی بہار کیا ہو گی۔
غرناطہ کی حکومت کوئی ڈھائی سَو سال
تک بڑی بہادری سے عیسائی حملہ آوروں
کا مقابلہ کرتی رہی۔ آخر آپس کے لڑائی
جھگڑوں نے مسلمانوں کو ایسا کمزور کیا۔
کہ اُن کے قدم یہاں کبھی نہ ٹھہر سکے۔
عیسائیوں نے غرناطہ کو فتح کر کے مسلمانوں
پر بڑی سختیاں کیں۔ بہت سے لوگوں
کو تلوار کے زور سے عیسائی بنا لیا۔
جو باقی بچے۔ اُنہیں ملک سے نکال

دیا گیا *

اگرچہ مسلمان اندلس سے نکال دیئے گئے۔ لیکن اُن کی بہادری، عقلمندی، نیکی اور خدا ترسی کی کہانیاں مُدّت تک اس ملک میں مشہور رہیں۔ آج ہم تمہیں اس قسم کی ایک کہانی سُناتے ہیں۔ جس سے تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ اندلس کے عرب کیسی کیسی خُوبیاں رکھتے تھے *

(۲)

اندلس میں جو عرب خاندان آباد ہو گئے تھے۔ اُن میں شیخ ادریس کا خاندان بھی تھا۔ یہ شخص ابتدا میں بہت مفلس تھا۔ مُدّتوں اِدھر اُدھر مارا مارا پھرا۔ لیکن کہیں سر چھپانے کا آسرا نہ ملا۔ آخر، پھرتا پھراتا شام کے علاقہ میں جا

پہنچا۔ وہ ایک دن کسی مسجد میں بیٹھا تھا۔ کہ ایک دولت مند سوداگر سے ملاقات ہو گئی +

یہ سوداگر اندلس کا رہنے والا تھا۔ اور شام سے بہت سا مال لے کر اپنے وطن کو جا رہا تھا۔ چونکہ راستے میں مال لُٹ جانے کا ڈر تھا۔ اس لئے اُس نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سے سپاہی رکھ چھوڑے تھے۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ ادریس بڑا بہادر سپاہی اور گھوڑے کی سواری بھی اچھی طرح جانتا ہے۔ تو اُس نے اُسے بھی سپاہیوں میں بھرتی کر لیا +

اندلسی سوداگر کا قافلہ کئی منزلیں طے کر کے ایک شام کو سمندر کے کنارے

پہنچا۔ اندلس کو جانے والا جہاز ابھی نہیں
آیا تھا۔ اس لئے قافلہ نے یہیں ڈیرے
ڈال دیئے۔ ابھی سب لوگ خیمے گاڑ، کمریں
کھول کر بیٹھے ہی تھے۔ کہ دُور سے
ایک کشتی نظر آئی۔ ہر طرف شور مچ
گیا۔ کہ سمندری ڈاکو آ پہنچے۔ تھوڑی
دیر میں کشتی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔
لیکن دلوں پر ڈاکوؤں کا ایسا رُعب بیٹھا
ہوُا تھا۔ کہ نیند آنکھوں سے اُڑ گئی۔
آخر صلاح ٹھہری کہ ادریس نوکروں کو
لے کر پہرہ دے اور مسافر سو رہیں۔
اِدھر سمندری ڈاکو قافلے والوں کو ہوشیار
پا کر بہت دُور جا کر کنارے اُترے۔ اور
رات کو مناسب موقع دیکھ کر آ پڑے۔
قافلے میں اندلسی سوداگر اور اس کے

نوکروں چاکروں کے علاوہ اندلس جانیوالے
بہت سے مسافر اور اُن کے نوکر بھی تھے۔
وہ سب شور و غل سُن کر تلواریں سونتے
نکل آئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے جب
دیکھا کہ ان سب سے مقابلہ کرنا مشکل ہے۔
تو اُس نے نوکروں سے جن میں بہت
سے حبشی تھے۔ پکار کر کہا۔ کہ اگر تم
ہمارا ساتھ دو۔ تو لوٹ کے مال میں
آدھا تمہارا۔ یہ سُن کر نوکروں کی نیتیں
بدل گئیں۔ اور ادریس کے سوا سب
کے سب ڈاکوؤں سے مل گئے؛

چونکہ اندیشہ تھا کہ حکومت کی طرف
سے جو سپاہی سمندر کے کنارے گشت
کرنے کے لئے مقرر ہیں کہیں وہ نہ
آ نکلیں۔ اِس لئے ڈاکوؤں کو جتنا مال

ملا - وہ اُسے جلد جلد سمیٹ کر چل دیئے۔ نوکروں نے بھی جلد جلد مال سمیٹنا شروع کیا اور جس کے ہاتھ جو کچھ آیا جیبوں میں ٹھونس لیا۔

رات اندھیری تھی - ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا - ادریس نے بہتیرا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر اُدھر دیکھا - لیکن اُسے اندلسی سوداگر کا کوئی آتا پتا نہ ملا - آخر اُس کے خیمہ کی طرف بھاگا - وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے - کہ اس کا آقا رسیوں میں جکڑا پڑا ہے - اور حبشی صندوقوں کو جو سونے - چاندی اور جواہرات سے بھرے پڑے تھے - کھول رہے ہیں - اُن کا خیال تھا کہ ادریس اُن کے ساتھ ہے - چنانچہ اُسے دیکھ کر اُن میں

سے ایک کہنے لگا۔ کہ تم خوب وقت پر پہنچے۔ ہم یہ صندوق ابھی اونٹوں پر لادے لیتے ہیں اور یہاں سے بھاگ چلتے ہیں ⁂

ادریس نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اتنے میں ایک اور حبشی بولا۔ بہتر ہوگا کہ چلنے سے پہلے اس کم بخت سوداگر کو ٹھکانے لگا دیا جائے ⁂

سب نے کہا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو" ساتھیوں کی مرضی پا کر وہ تلوار ہاتھ میں لئے اندلسی سوداگر کی طرف بڑھا۔ اب ادریس سے ضبط نہ ہو سکا۔ اس نے تلوار سونت لی۔ اور اس کے ایک ہی وار نے حبشی کا سر اڑا دیا۔ پھر

بجلی کی طرح لپک کر سوداگر کی رسّیاں کاٹ ڈالیں +

اندلسی سوداگر نے اُٹھتے ہی تلوار جو پاس پڑی تھی اُٹھا لی اور جب تک دشمن سنبھلیں وہ اور ادریس دونوں اُن پر جا پڑے - اور دم بھر میں اُن میں سے تین کو کاٹ کے ڈال دیا - یہ دیکھ کر باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے +

اب صبح ہو چکی تھی - سامان کو دیکھا بھالا - تو معلوم ہوا - کہ اور سب تو بالکل مفلس ہو گئے - لیکن اندلسی سوداگر کا بہت سا مال لٹیروں کے ہاتھ سے بچ رہا ہے - اُنھوں نے پہلے اُن لوگوں کو جو اس لڑائی میں مارے گئے تھے -

دفن کیا۔ پھر زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ اور یہ لُٹا ہوا قافلہ خدا کا نام لے کر سمندر کے کنارے کنارے چل نکلا۔ کچھ دُور گئے تھے۔ کہ دُور سے ایک جہاز کے بادبان نظر آئے۔ جہاز پاس پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ اندلس کو جا رہا ہے۔ سب جہاز پر بیٹھ گئے۔ اور کچھ عرصہ میں اندلس جا پہنچے +

(۳)

اندلسی سوداگر ادریس کا احسان نہ بھولا تھا۔ وطن پہنچتے ہی اُس نے سارا کاروبار ادریس کو سونپ دیا۔ اس کی نیک نیتی کی وجہ سے تجارت میں بہت برکت ہوئی۔ ڈاکو جتنا مال

لوٹ لے گئے تھے۔ اُس سے کئی گنا چند دنوں میں ہاتھ آ گیا۔

یونہی کئی سال بیت گئے۔ اب ادریس کا شمار بڑے دولت مند تاجروں میں ہوتا تھا۔ اندلس کے شہروں میں جگہ جگہ اُس کے گماشتے مقرر تھے۔ اور اُس کے جہاز تجارت کے مال سے لدے ہوئے دُور دُور کے ملکوں کا سفر کرتے تھے۔ لیکن اولاد کا غم جان گھلائے دیتا تھا۔ آخر خدا نے اُس کی دُعا سُنی۔ اور بڑھاپے میں ایک چاند سا بیٹا دیا۔ ادریس نے اُس کا نام اسحاق رکھا اور بڑے چاؤ چوچلے سے اس کی پرورش کی۔ جب وہ ذرا سیانا ہوا۔ تو بڑی محنت سے اُسے پڑھایا لکھایا۔ پہلوانی

کے داؤ پیچ اور سپہ گری کے کرتب سکھائے +

اسحاق بڑا ہو کر ایسا خوبصورت اور بلونت جوان نکلا کہ جو دیکھتا تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ تیر اندازی اور نیزہ بازی کے مقابلوں میں وہ ہمیشہ سب سے آگے رہتا تھا۔ اور اس کی شہسواری کی دھوم سارے ملک میں مچی ہوئی تھی۔ شیخ ادریس اگرچہ اب بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ لیکن جب جوان بیٹے کو دیکھتا۔ تو رگوں میں جوانی کا خون دوڑنے لگتا تھا +

عید الفطر کی شام کو اسحاق اپنے چچا سے مل کر گھر آ رہا تھا کہ راستہ میں اُس کا گھوڑا کسی چیز کو دیکھ کر بھڑکا

ایک عیسائی پیٹھ پر بوجھ اُٹھائے اُس
طرف سے گزر رہا تھا۔ اُسے گھوڑے کی
لات جو لگی۔ تو وہ گر پڑا۔ اسحاق نے
یہ دیکھ کر باگ روک لی۔ اور بڑی
عاجزی کے ساتھ اُس سے معافی مانگی۔
لیکن وہ غصّے میں بھرا ہوا تھا۔ اُٹھتے
ہی اسحاق کو بُرا بھلا کہنا شروع کر
دیا۔ اسحاق نے اُس کی بہت منّت خوشامد
کی۔ اور بار بار کہا۔ کہ بھائی مجھے معاف
کر دو۔ مگر اُس کا غصّہ دھیما نہ ہوا
اور وہ برابر بکتا جھکتا رہا۔

اسحاق شاید پھر بھی اس کی باتوں کا
بُرا نہ مانتا۔ مگر جب اُس نے مسلمانوں
کے مذہب کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔
تو اسحاق میں ضبط کی طاقت نہ رہی۔

اور اُس نے کڑک کے کہا کہ "زبان سنبھال کے بات کر۔ ورنہ یہ تلوار آن کی آن میں تیرے جگر کے پار ہوگی "

عیسائی نے جواب دیا "تم ایسے ہی ہمت والے ہو۔ تو آؤ۔ میرے تمہارے دو دو ہاتھ ہو جائیں " یہ سُن کر اسحاق گھوڑے سے اُترنے لگا۔ مگر اُس کا ابھی بایاں پاؤں رکاب میں ہی تھا کہ عیسائی نے خنجر نکالا۔ اور اُس کے جگر میں پیرا دیا ۔

اسحاق چکرا کر گرا۔ اور آن کی آن میں تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اب گلابی شفق دھیرے دھیرے غائب ہو رہی تھی۔ اور رات کا اندھیرا اُترنا شروع ہو گیا تھا۔ عیسائی مسافر نے اپنا سامان وہیں پھینکا۔ اور بھاگ کھڑا ہوا ۔

(۴)

اس شام کو ادریس کے ہاں بہت سے
لوگوں کی دعوت تھی - کچھ مہمان آپہنچے تھے۔
کچھ آ رہے تھے - ادریس باہر بیٹھا مہمانوں
کا انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک
شخص کوچے میں بھاگتا نظر آیا - ادریس
نوکر سے پوچھنے کو تھا - کہ یہ شخص کون ہے؟
اتنے میں وہ خود دروازہ کھول آ پہنچا -
اُس کے ہاتھ اور کپڑے خون میں لتھڑے
ہوئے تھے - اور سارا جسم کانپ رہا تھا۔
وہ آتے ہی ادریس کے سامنے گر پڑا -
تھوڑی دیر تک اُس کے منہ سے بات نہ
نکلی - پھر وہ آہستہ کہنے لگا: "مجھے بچا
لیجئے - خدا کے لئے مجھے بچا لیجئے"۔
ادریس نے اُسے تسلّی دی - اور کہا فکر

نہ کرو۔ یہاں تم پر کوئی آنچ نہ آنے پائیگی۔
لیکن پہلے یہ بتاؤ۔ تم کون ہو۔ کہاں سے
آئے ہو؟ اور تمہارا یہ حال کیوں ہے؟
وہ بولا۔ میں عیسائی ہوں اور اِس شہر
میں آج ہی آیا ہوں۔ مَیں اپنا سامان پیٹھ
پر لادے بازار کی طرف جا رہا تھا کہ راستے
میں مجھے چار مسلمان سوار ملے۔ مجھے دیکھ
کر ہنسنے اور میرا منہ چڑانے لگے۔ مَیں
چُپ چاپ اُن کی باتیں سُنتا رہا۔ مگر
جب اُنہوں نے عیسائی مذہب کے
پیشواؤں کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔
تو میں نے اُن سے کہا۔ مجھے جتنا جی
چاہے بُرا بھلا کہہ لیجئے۔ لیکن میرے
بزرگوں کی شان میں گستاخی نہ کیجئے۔
یہ سُن کر وہ غصہ میں آگئے۔ اور تلواریں

کھینچ لیں۔ میں نے بھی خنجر نکالا۔ اور اُن میں سے ایک میرے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ دیکھ کر میں بھاگ کھڑا ہوا +

ادریس نے اس عیسائی کی کہانی سُن کر کہا "فکر نہ کرو۔ مجھ سے جس طرح ہو سکا۔ تمہیں بچا لوں گا" اُس کے رہنے کے لئے ایک الگ کمرہ مقرر کر دیا۔ اور نوکر کو حکم دیا۔ کہ دیکھو یہ خبر باہر نکلنے نہ پائے +

تھوڑی دیر گزری تھی۔ کہ کوچے میں شور سا سنائی دیا۔ ادریس نے باہر نکل کے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بہت سے آدمی ایک چارپائی پر کسی کو اُٹھائے لا رہے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے؟ ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا۔ کہ کسی نے

اسحاق کو قتل کر ڈالا۔ یہ سُن کر ادریس کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ اتنے میں لوگ چارپائی اندر لے آئے۔ ادریس نے کانپتے ہاتھوں سے چادر کا کونہ سرکایا۔ تو شمع کی دُھندلی روشنی میں اسحاق کا چہرہ جس پر موت کی زردی چھنڈی ہوئی تھی۔ نظر آیا۔ کچھ دیر تک تو چُپ چاپ بیٹھے کی صُورت تکتا رہا۔ پھر سر جھکا لیا اور کہنے لگا۔ "اسحاق کو کس نے قتل کیا؟"

وہ لوگ بولے "ہمیں اس کی لاش یہاں سے کچھ دُور سڑک کے کنارے پڑی ملی ہے۔ سینہ میں ایک بڑا زخم تھا۔ جس سے خون بہ رہا تھا۔ اور گھوڑا پاس کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر میں یہ خبر ہر طرف پھیل گئی۔ ادریس کے سارے رشتہ دار

اور دوست جمع ہو گئے - اور قاتل کی تلاش ہونے لگی +

اُدھر وہ عیسائی کمرہ میں اکیلا بیٹھا تھا۔ کہ رونے کی آواز سُن کر چونک اُٹھا۔ پہلے خیال آیا کہ میں نے جس شخص کو قتل کیا ہے کہیں یہ اُسی کا مکان نہ ہو۔ پھر اس خیال سے ڈھارس بندھی کہ اگر یہ بات ہوتی - تو اب تک یہ لوگ مجھے تکا بوٹی کر ڈالتے - وہ انہیں خیالوں میں کھویا ہؤا تھا کہ دروازہ کھُلا اور ادریس شمع ہاتھ میں لئے داخل ہؤا۔ اور بڑی ملائمت سے بولا "تم نے جس شخص کو قتل کیا وہ اکیلا تھا؟"

عیسائی کہنے لگا۔ نہیں اُس کے ساتھ تین آدمی اور بھی تھے" +

ادریس نے کہا "اچھا ذرا میرے ساتھ آؤ"

پھر وہ اُسے اُس کمرہ میں لے گیا۔ جہاں اسحاق کی لاش پڑی تھی۔ اور اُس کے چہرے پر سے چادر سرکا کے کہنے لگا" کیا تم نے اس شخص کو قتل کیا تھا؟"

عیسائی کے چہرہ پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ اور وہ رُک رُک کر بولا" ہاں ہاں یہی شخص ہے"

ادریس یہ سُن کر کچھ بھی نہ بولا۔ اور عیسائی کو اُس کے کمرے میں پہنچا کر کہنے لگا" گھبراؤ نہیں میں صبح ہوتے ہی تمہارے بھاگنے کا انتظام کر دوں گا"

پھر پچھلا پہر ہوا۔ اور پورب کی طرف سے صبح کا اُجالا بڑھنے لگا۔ تو ادریس نے

اس عیسائی کو اپنے سامنے بلوایا اور کہا۔
کہ "تم نے جس شخص کو قتل کیا ہے۔ وہ اصل
میں میرا بیٹا تھا۔ اگرچہ قانون یہی کہتا
ہے کہ تمھیں موت کی سزا دی جائے۔ مگر
کیا کروں قول ہار چکا ہُوں۔ اس لئے یہ
روپوں کی تھیلی لو۔ اور میری آنکھوں سے
دُور ہو جاؤ۔ باہر ایک سانڈنی جو سو کوس
کا دم رکھتی ہے۔ کسی کسائی تیار کھڑی ہے۔
اُس پر میں نے کھانے پینے کا بہت سا
سامان بھی لاد دیا ہے جو کئی ہفتوں کے
لئے کافی ہوگا"۔

یہ کہتے کہتے نیک دل بُڈّھے کی آواز
بھرّا گئی۔ اور اُس کی پلکوں پر ایک آنسو
صبح کے ستارے کی مانند چمکنے لگا۔

مطبوعہ انتظامی حیدرآباد دکن

سرمہ مقوی البصر رجسٹرڈ
سے بکتا ہے۔ تمام ہندوستان میں سب سے
زیادہ بکتا ہے
شیرخوار بچوں سے بوڑھوں تک تندرست آنکھوں میں استعمال ہو کر
آنے والی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے
دھندھلا غبار۔ خارش۔ پانی گرنا۔ سرخی اور ضعفِ بصر
کیلئے حکمی علاج ہے
اپنے شہر کے دوافروشوں اور تاجروں سے طلب کرو
شیشی آٹھ آنہ پیکٹ دو آنہ میں
تیار کنندہ۔ شیخ غلام رسول ڈائمنڈ ہال لاہور